امام ابو سلیمان خطابی رحمۃ اللہ علیہ

—— عبدالرشید عراقی ——

امام ابو سلیمان محمد خطابیؒ بڑے نامور محدث اور جامع کمالات تھے۔ ان کو اپنے زمانہ کے تمام علوم پر کامل دسترس حاصل تھی۔ جامعیت کے اعتبار سے امام خطابی علم و ادب' زہد و ورع' درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں ممتاز تھے۔ اربابِ سیر اور تذکرہ نگاروں نے ان کے علم و فضل اور جامع العلوم ہونے کا اعتراف کیا ہے اور ان کو علامہ' محقق' جلیل القدر اور فاضل کبیر کے القاب سے یاد کیا ہے۔

امام خطابی کو تمام دینی علوم میں مکمل دستگاہ حاصل تھی' لیکن علمِ حدیث اور اس کے متعلقہ علوم میں ان کو امتیازی حیثیت حاصل تھی اور اس حیثیت سے ان کا شمار ممتاز محدثین میں ہوتا تھا۔ حفظِ حدیث' عدل و اتقان اور فہم و درایت میں ان کا درجہ بلند تھا۔ تذکرہ نگاروں نے انہیں ثقہ و ثابت' حجت و صدوق اور امامِ حدیث لکھا ہے۔

حدیث کے علاوہ امام خطابی کو دوسرے علوم لغت و عربیت' نحو و ادب اور معانی و بیان میں بھی ید طولیٰ حاصل تھا۔ اہل سیر نے اس کا بھی اعتراف کیا ہے کہ امام خطابی دوسرے علوم میں یگانہ روزگار تھے۔ ان کو شعر و سخن سے بھی دلچسپی تھی۔ بہت اچھے شاعر تھے اور خود بھی مشق سخن کرتے تھے۔ تذکرہ نگاروں نے اپنی اپنی کتابوں میں ان کے اشعار نقل کئے ہیں۔ صاحب معجم الادباء نے ان کے بہت سے اشعار نقل کئے ہیں۔ آپ کے دو شعر ہیں ؎

(ترجمہ) ”حوادث کے رکنے کو غنیمت سمجھو' کیونکہ یہ جلد ہی متحرک بھی ہو جاتے ہیں۔ اور سکون و سلامتی کے دنوں کو غنیمت سمجھو' کیونکہ یہ تمہارے پاس رہن ہیں اور جو چیز رہن ہو وہ تمہارے پاس چھوڑی نہیں جاسکتی۔“

(معجم الادباء ج ۲' ص ۸۴)

امام خطابی اپنے علم و فضل' زہد و اتقاء' ورع و تقویٰ' عبادت و ریاضت اور مختلف النوع خصوصیات کی وجہ سے لوگوں کا مرجع بن گئے تھے' اس لئے امام و مقتدیٰ کہلاتے تھے۔ علامہ سمعانی نے ان کو ائمہ سنّت و حدیث کے نامور گروہ میں شامل کیا ہے۔

اخلاق و عادات کے اعتبار سے امام خطابی کو امتیازی حیثیت حاصل تھی۔ بہت فیاض' سخی' ملنسار' حلیم الطبع اور پیکر اخلاق تھے۔ ان کا پیشہ تجارت تھا۔ حلال اور پاکیزہ رزق کماتے تھے اور اپنے دوستوں اور نیک لوگوں پر زر کثیر خرچ کرتے تھے۔

ولادت

امام خطابی رجب ۳۱۹ھ میں غزنی کے قریب قریہ بُست میں پیدا ہوئے۔ امام ابنِ حبّان ؒ کا مولد و مسکن بھی یہی قریہ بُست تھا۔ یہ قریہ ساتویں صدی ہجری تک آباد رہا' اس کے بعد ویران ہو گیا۔

امام خطابی کا نام ابو سلیمان محمد بن محمد بن ابراہیم بن خطاب تھا اور اپنے پردادا خطاب کے نام سے مشہور ہوئے۔

اساتذہ و تلامذہ

امام خطابی کے اساتذہ و تلامذہ کی فہرست حافظ ذہبی' ابنِ خلکان اور علامہ سبکی نے اپنی اپنی کتابوں میں درج کی ہے۔ امام ابو عبداللہ حاکم صاحب المستدرک کو ان سے شرف تلمذ حاصل ہے۔

تحصیل علم کے لئے رحلت

امام خطابی کے زمانہ میں عراق' حجاز' خراسان' اور ماوراء النہر وغیرہ دینی علوم کا مرکز تھے۔ خصوصاً درایت و روایت میں یہ مراکز بہت مشہور تھے۔ امام خطابی نے ان سب مراکز کی طرف رجوع کیا اور ہر جگہ اساطین فن سے اکتساب فیض کیا۔ نیشاپور میں ان کا قیام طویل عرصہ تک رہا۔ وہاں درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہے۔

تمام علوم دینی میں ان کو امتیازی حیثیت حاصل تھی۔ حدیث' فقہ اور اجتہاد میں

یکتائے زمانہ تھے۔ حافظ ابنِ کثیر نے ان کو فقہاء مجتہدین میں شمار کیا ہے۔

فقہی مسلک

امام خطابی گو خود اجتہادی بصیرت اور فقہی ژرف نگاہی میں ممتاز تھے' تاہم وہ امام محمد بن ادریس شافعیؒ کے مسلک سے وابستہ تھے۔

وفات

امام خطابی نے بروز ہفتہ ۶ ربیع الثانی ۳۸۸ھ کو وفات پائی۔

تصانیف

امام ابو سلیمان خطابی کو تصنیف و تالیف کا عمدہ ذوق تھا۔ ان کی اکثر کتابیں بیش قیمت' حسن تالیف اور دلکش طرزِ تصنیف کا عمدہ نمونہ ہیں۔ مولانا ضیاء الدین اصلاحی نے ان کی ۱۳ کتابوں کے نام لکھے ہیں۔ ان کی مشہور کتابوں کا مختصر تعارف درج ذیل ہے :

① کتاب تفسیر اسامی الرّب عزّوجل : یہ کتاب اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کی شرح ہے اور اس کا شمار امام خطابی کی بہترین تصانیف میں ہوتا ہے۔

② اعلام السُّنن : اسی کا نام "اعلام الحدیث" اور "شرح بخاری" بھی ہے۔ یہ شرح ایک جلد میں ہے۔ اس میں لطیف نکات اور مفید مطالب بیان کئے گئے ہیں۔

③ غریب الحدیث : اس کتاب کا شمار امام خطابی کی بہترین تصانیف میں ہوتا ہے اور علمائے فن نے اس کی بہت تعریف کی ہے۔

④ معالم السّنن : یہ ان کی سب سے اہم اور مشہور کتاب ہے اور صحاح ستہ کی مشہور کتاب "سنن ابی داؤد" کی طویل شرح ہے۔ اس شرح میں امام خطابی نے احادیث کی شرح' اس کے اہم مطالب کی تشریح و توضیح اور مشکلات کو نہایت عالمانہ و محققانہ انداز سے حل کیا ہے۔ امام خطابی نے احادیث کی تشریح و تفسیر اور بحث و تحقیق سے بڑے دقیق مسائل گہرے معانی و حقائق اور دلچسپ نکات و نتائج مستنبط کئے ہیں۔ امام خطابی نے شرعی احکام کے علل و مصالح اور اسرار و حکم بیان کرنے میں بھی خاص توجہ کی ہے۔ اس

کے علاوہ امام خطابی نے حدیث کی فنی بحثوں اور اصولِ حدیث پر بڑی عالمانہ گفتگو کی ہے۔

مولانا ضیاء الدین اصلاحی اس شرح کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"معالم السّنن فقہی حیثیت سے بھی نہایت اہم کتاب خیال کی جاتی ہے۔ امام صاحب فقہ و خلاف میں ممتاز اور خود بھی صاحب تفقہ و اجتہاد تھے۔ چنانچہ اس میں صحابہ' تابعین' تبع تابعین اور اس زمانہ تک کے تمام ائمہ مجتہدین کی آراء و مسالک کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں بعض مسائل سے امام صاحب کی فقہی ژرف نگاہی اور اجتہادی بصیرت کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

وہ لغت و عربیت میں بھی ممتاز تھے۔ اس لئے لغوی و نحوی و صرفی بحثیں' کلام کی بلاغت' طرزِ ادا' اور اسلوبِ بیان کی بھی اس میں وضاحت کی گئی ہے۔ غرض حدیثوں کی تفسیر' ان کے مواقع استنباط' وجوہ معانی کی دلالت' مشکل الفاظ دقیق متون کی شرح' فقہی مباحث' احکام و مسائل کے استنباط اور علماء کے اقوال و اختلاف کی تفصیل وغیرہ کے لحاظ سے یہ بے نظیر اور متعدد گوناگوں فوائد' مختلف النوع مباحث اور حدیث سے متعلق اہم تحقیقات پر مشتمل نہایت جامع اور مدلل کتاب ہے"۔ (تذکرۃ المحدثین' ج ۲ ص ۱۲۵)

یہ کتاب مطبوع ہے۔

مراجع و مصادر

(۱) ابنِ خلکان' تاریخ ابنِ خلکان

(۲) ذہبی' تذکرۃ الحفاظ

(۳) ابنِ جوزی' المنتظم

(۴) ابنِ سبکی' طبقات الشافعیہ

(۵) سمعانی' کتاب الانساب

(۶) شاہ عبد العزیز' بستان المحدثین

(۷) ضیاء الدین اصلاحی' تذکرۃ المحدثین